اسلام اور ترقیٔ خواتین

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

اسلام سے پہلے خواتین کی حالت انتہائی افسوسناک تھی۔ عرب میں بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔ ایک صحابیؓ نے جب نبی اکرم ﷺ کو دورِ جہالت میں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ سنایا تو آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور آپؐ نے فرمایا: "کیا تجھے ترس نہیں آیا۔"

سورۃ التکویر کی آیات ۸ اور ۹ میں اس ظالمانہ رسم کا ذکر ہے:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○﴾

"اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔"

کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے ایک گڑھا کھود دیا جاتا اور لڑکی کو اس گڑھے میں پیدا ہوتے ہی پھینک دیا جاتا اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی اور کبھی اگر ماں رضامند نہ ہوتی یا خاندان والے نہ مانتے تو باپ کچھ مدت تک پالتا اور پھر صحرا میں بچی کو لے جا کر زندہ دفن کر دیتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے (بحوالہ سنن دارمی) کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے عہد کا واقعہ سنایا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھے بہت پیاری تھی۔ جب میں اس کو پکارتا تو دوڑی دوڑی میرے پاس آتی تھی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستہ میں ایک کنواں تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ آخری آواز جو اس کی میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا، ہائے ابا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو دیئے اور آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا: اے شخص تو نے حضورؐ کو غمگین کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا: اسے مت روکو، جس چیز کا

اسے سخت احساس ہے اس کے بارے میں اسے سوال کرنے دو۔ پھر آپ ؑ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کر۔ اس نے دوبارہ اسے بیان کیا اور آپ ؑ سن کر اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد آپ ؑ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا' اللہ نے اسے معاف کر دیا' اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اس وحشیانہ رسم کا بعض لوگوں کو احساس بھی تھا مثلاً فرزدق شاعر کے دادا حضرت صعصعہ بن ناجیہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال بھی کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لئے دو دو اونٹ فدیئے میں دیئے۔ کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

"ہاں تیرے لئے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔" (بحوالہ تفہیم القرآن۔ جلد ششم صفحہ ۲۶۶)

تاریخ گواہ ہے کہ اسی طرح زید وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس رسم کی ممانعت کی۔ جب کوئی شخص ایسا ارادہ کرتا تو وہ جا کر اس لڑکی کو مانگ لیتے اور خود اس کی پرورش کرتے۔ زید حضرت عمرؓ کے چچا تھے۔

اسلام سے پہلے روم میں عورت کو جائیداد تک کا حق نہیں تھا۔ روم کے قانون کے مطابق اگر مرد اپنی عورت سے ناراض ہوتا تو اسے دریا میں ڈبو سکتا تھا۔ منڈیوں میں عورتوں کو فروخت کیا جاتا۔ ہندوستان میں ستی کی رسم تھی۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت کو بھی جلا دیا جاتا۔ اسلام نے عورت کے حقوق متعین کئے۔ نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ مختصراً عورت کے حقوق حسب ذیل ہیں جو اسلام نے خواتین کو دیئے۔

(۱) غلامی کا خاتمہ اور کنیزوں کے حقوق

(۲) جائیداد کا حق

(۳) تعلیم کا حق

(۴) عورت بطور ماں

(۵) عورت بطور بہن

(۶) عورت بطور بیٹی

(۷) عورت بطور بیوی

(۱) غلامی کا خاتمہ اور کنیزوں کے حقوق

اسلام سے پہلے دنیا میں غلامانہ نظام رائج تھا۔ قدیم برازیل میں اس وقت کے قانون کے مطابق غلام عورت یعنی کنیز کو مرد زندہ جلا سکتا تھا۔ انہیں خوراک کا بھی حق نہیں دیا گیا تھا۔ حضور انور ﷺ خواتین کی آزادی کے نقیب بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپؐ نے غلامی کے رواج پر ضرب کاری لگائی۔ جنگوں میں مفتوحہ اقوام کی جنگی قیدی خواتین سے زنا کا رواج تھا۔ اسلام نے اس بری رسم اور ظلم کو روک دیا۔ آپؐ نے کنیزوں کو غلامی کی دلدل سے نکالا۔ جب مقوقس مصر نے حضرت ماریہؓ کو جو غلام تھیں آپ کو بطور ہدیہ بھیجا تو آپؐ نے ان سے نکاح کیا۔ حضرت ریحانہؓ بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھیں۔ حضرت جمیلہؓ بھی کسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئیں۔ آپؐ نے انہیں بھی زیر دست رکھا۔

(۲) جائیداد کا حق

برطانیہ جیسے ملک میں ۱۸۸۲ء تک خواتین کو جائیداد کا حق نہیں تھا جب کہ اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے خواتین کو وراثت کا حق عطا کیا۔ خواتین کی وراثت کے حصص قرآن حکیم نے مقرر فرمائے۔

(۳) تعلیم کا حق

اسلام نے خواتین کو تعلیم کا حق دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) کا فرض ہے۔"

آنحضرتؐ کو عورتوں کی تعلیم کا اس قدر احساس تھا کہ کئی مرتبہ نماز کے بعد دوبارہ

عورتوں کی طرف تشریف لے جاتے اور پھر انہیں دین کی باتیں سناتے۔

(۴) عورت بطور ماں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے بڑا حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا: تمہارا باپ۔ (متفق علیہ)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے۔ اس نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے۔ اس نے عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے۔ اس نے عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا: اپنے باپ سے پھر قریب تر اور قریب تر سے۔

(۵) عورت بطور بہن

اسلام میں بہن کے بھی حقوق ہیں۔ اسلام میں تو رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔ آپ ﷺ اپنی رضاعی بہنوں کا خیال فرماتے اور ان کی عزت اور تکریم فرماتے۔

(۶) عورت بطور بیٹی

آپ ﷺ نے بیٹیوں کے حقوق متعین فرمائے۔ ترمذی شریف میں ارشاد ہے:

"لڑکی کی پرورش والدین اور دوزخ کے درمیان پردہ ہے۔"

ایک اور جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص دو بچیوں کی پرورش کر کے انہیں جوان کردے تو قیامت کے دن میں وہ میرے اس قدر قریب ہوگا جس قدر یہ انگلیاں (باہم قریب ہیں)۔"

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کے ہاں تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے وہ اسے جنت میں پہنچائیں گی۔"

ابن ماجہ میں ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سراقہ بن جعشمؓ سے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور بتایئے یا رسول اللہ! فرمایا: تیری وہ بیٹی (جو طلاق پاکر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا کوئی اس کے لئے کمانے والا نہ ہو۔ (بخاری شریف بھی ملاحظہ ہو)

(۷) عورت بطور بیوی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہو گا جو بیویوں کا شریک راز ہوا اور ان کا راز کھول دیا۔"

اسلام نے بیویوں کے حقوق و فرائض مقرر فرما دیئے۔ مثلاً خواتین کو مہر، نان اور نفقہ، حسن سلوک اور مساوات کا حق دیا۔ انسانی اور اخلاقی اعتبار سے عورتوں کو مردوں کے مساوی قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو عزیز ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

حضور اکرمؐ کا خواتین سے برتاؤ

حضور اکرم ﷺ نے خواتین سے اچھا برتاؤ کیا اور ان کے حقوق قائم کئے۔ آنحضرت ﷺ کے دربارِ رسالت میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا، عورتوں کو وعظ و پند سننے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ خواتین نے درخواست کی کہ ہمارے لئے ایک دن خاص مقرر کیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور دربار رسالت میں ایک دن مستورات کے لئے مخصوص فرمایا۔

ایک بار قرابت کی بہت سے بیبیاں بیٹھی ہوئی آنحضرت ﷺ سے بڑھ بڑھ کر

باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھ کر چل دیں۔ آنحضرت ﷺ ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: خدا آپ کو خنداں رکھے کیوں ہنسے' فرمایا ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ وہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور آنحضرتؐ سے نہیں ڈرتیں۔ سب نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کی نسبت سخت مزاج ہیں۔ (صحیح بخاری شریف مناقب عمر بن خطاب۔ ملاحظہ ہو سیرت النبیؐ۔ جلد دوم علامہ شبلی نعمانی۔ علامہ سید سلیمان ندوی صفحہ ۲۳۰)

حضور اکرم ﷺ ازواج مطہرات کی خاطر داری کرتے اور ان کی نازک مزاجیاں برداشت فرماتے تھے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں:

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ حضور اکرمؐ سے برہم ہو کر بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں' اتفاقاً حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے اور حضرت عائشہؓ کو پکڑ کر تھپڑ مارنا چاہا کہ تو رسول اللہ سے چلا کر بولتی ہے۔ آنحضرتؐ بیچ میں آگئے اور حضرت عائشہؓ کے آڑے آئے۔ حضرت ابو بکرؓ غصہ میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے کہا: کیوں؟ کس طرح تم کو بچا لیا۔ چند روز کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو وہ حالت بدل چکی تھی۔ بولے کہ مجھ کو بھی صلح میں شریک کیجئے جیسا کہ اس موقع پر میں نے جنگ میں شرکت کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں' اور ہاں۔ (ابو داؤد)

ایک دفعہ عید کے دن حضرت عائشہؓ نے حبشیوں کے نیزہ کے کرتب دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت آگے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ دوش مبارک پر رخسار رکھ کر تماشہ دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا: کیوں ابھی تک تم سیر نہیں ہوئیں؟ بولیں: نہیں۔ آپؐ چپ رہے یہاں تک کہ خود تھک کر ہٹ گئیں۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ بازار میں جا رہے تھے۔ آپؐ نے دیکھا کہ ایک بڈھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی ہے اور بازار کے لوگ ہنس رہے ہیں۔ آپؐ کو رونا آگیا اور آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا دیا' پھر روز اس کے

گھر پکاہوا کھانا خود لے کر جاتے تھے۔

بازار میں ایک شخص اپنی بیوی کو مار رہا تھا اور بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے زور سے فرمایا: عورت کو نہ مارو اور بازاروں میں اس کو رسوا نہ کرو۔ عورت کو مارنا بہادروں کا کام نہیں ہے۔

بنو امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا۔ لونڈی فریاد! فریاد! کہہ کر چیخی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس امیر کو ظلم سے منع کیا۔ اس امیر نے کہا: آپؐ میری لونڈی کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں ایک عورت کے معاملہ میں ضرور دخل دوں گا۔ لونڈی کا واقعہ دن کو ہوا تھا۔ آپؐ رات کو گھر میں گئے تو ساری رات نہیں سوئے۔ بار بار فرماتے تھے: کیا انجام ہوگا اس قوم کا جو کمزور عورتوں پر ظلم کرتی ہے؟ کاش! میں اس کی مدد کر سکتا اور کاش! بنی امیہ اتنے ظالم نہ ہوتے اور عورتوں پر رحم کرتے۔ زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ کی تکلیف دیکھی تو لونڈی خرید کر آزاد کر دی۔ حضور اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے۔

ایک سال حضرت خدیجہؓ بہت بیمار ہو گئیں۔ ان کی بیماری کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ رات دن ان کے پاس رہتے تھے اور پوری خدمت کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کہتی تھیں آپ زیادہ نہ جاگئے، بیمار ہو جائیں گے مگر حضرتؐ فرماتے تھے: شوہر اپنی بیوی کا اور بیوی اپنے شوہر کی رفیق ہے۔ تم میرے جاگنے کا خیال نہ کرو۔

آپؐ لاوارث عورتوں اور بچوں کی امداد کا بہت خیال رکھتے تھے۔ روزانہ مکہ والے دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ بازار میں جا رہے ہیں اور ان کے دونوں کندھوں پر بوجھ رکھا ہوا ہے۔ یہ ان کمزور اور محتاج عورتوں کا سامان ہوتا تھا جو خود بازار جا کر اپنی ضروریات کی چیزیں نہیں خرید سکتی تھیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ ضرورت کا سامان خرید کر ان کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے۔

جنگِ حنین کے بعد ہزاروں قیدی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے تو ان میں سے ایک عورت نے کہا میرا نام شیماء ہے اور میں آپؐ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھا دی کہ بچپن

میں ایک دفعہ آپؐ نے یہاں کاٹا تھا۔ اب تک آپؐ کے دانتوں کے نشان ہیں۔ رسول اللہؐ یہ نشان دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا تو سچی ہے۔ رسول اللہ نے اپنی چادر بچھادی اور بہن کو اس پر بٹھایا اور بہت محبت کی باتیں کیں اور بہت سے اونٹ اور بکریاں انعام میں دیں۔ پھر فرمایا: بہن! چاہو تو میرے ساتھ چل کر رہو ورنہ تمہیں تمہارے گھر پہنچادوں۔ انہوں نے اپنے گھر جانا چاہا۔ رسول اللہ نے بھجوادیا اور اس خاندان کے بہت سے قیدیوں کو بھی رہا کردیا۔

اسلام اور خواتین کی ترقی

اسلام خواتین کی ترقی میں حائل نہیں ہوتا۔ علامہ نیاز فتح پوری اپنی تالیف (صحابیات) میں رقم طراز ہیں:

"الیگزینڈر ششم نے ۱۴۹۴ء میں 'لوئی دہم نے ۱۵۲۱ء میں 'اڈرین ششم نے ۱۵۲۲ء میں جس بے دردی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو سحر کے الزام میں ذبح کیا 'اس سے تاریخ یورپ کے صفحات رنگین ہیں۔"

تاریخ گواہ ہے کہ عورتوں نے کئی کمالات دکھائے۔ لاسلکی ایک عورت اودسا کی اختراع تھی' سوت کاتنے کی صنعت ملکہ چین ہی کی ایجاد ہے۔ فن مصوری ایک عورت کی ایجاد ہے جو یونان سے تھی۔ اس خاتون کا نام میروہ تھا۔ عورت ہی نے سب سے پہلے زراعت شروع کی۔ دور اول میں جب مرد شکار کرکے چمڑے لاتا تھا تو عورت ہی اس کے لباس تیار کرتی۔

اسلام نے عورتوں کے اخلاق کو بلند کرکے ان کے احترام کو مردوں پر واجب کر دیا۔ عورت کے لئے ترقی کے میدان میں اتنے ہی مواقع ہیں جتنے مردوں کے لئے ہیں۔

اسلام نے خواتین کی ترقی کے لئے حسب ذیل مواقع مہیا کئے ہیں:

(۱) **تعلیم کا حق**: اسلام نے تعلیم نسواں سے کبھی نہیں روکا' بلکہ خواتین کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ پڑھ لکھ کر اچھا گھرانہ تشکیل دیں۔ جتنے مواقع مرد کے لئے ہیں اتنے ہی مواقع خواتین کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے ہیں۔ ان کی ترقی میں کوئی امر مانع

نہیں۔ اچھی تعلیم ہو گی تو ماں اپنے بچے کی اچھی تربیت کر سکے گی۔ ماں کی گود بچے کی تربیت کا گہوارہ ہوتا ہے۔

(۲) **ملازمت اور تجارت** : اسلام خواتین کو ملازمت اور تجارت وغیرہ سے نہیں روکتا۔ ستر اور حجاب کی پابندی کرتے ہوئے عورت ملازمت بھی کر سکتی ہے اور جائز تجارت بھی۔ آج کل تو مہنگائی اس قدر زیادہ ہے کہ خواتین کو ملازمت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اسلام اس ضمن میں حائل نہیں ہوتا البتہ اسلام مرد و زن کے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

(۳) **عسکری خدمات** : اسلام خواتین کی عسکری خدمات کا بھی قائل ہے۔ حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عطیہؓ نے باقاعدہ جنگوں میں شرکت کی اور زخمیوں کو پانی پلایا۔ حضرت ام عطیہؓ نے تو ۷ لڑائیوں اور غزوات میں حصہ لیا۔

(۴) **قاضی بن سکتی ہے** : خواتین اسلام کی رو سے قاضی بھی بن سکتی ہیں تاہم خواتین کے لئے علیحدہ عدالتیں ہونی چاہئیں تاکہ وہ انصاف کے مطابق کام کر سکیں۔ خواتین سے متعلقہ مقدمات کی وہ سماعت کر سکتی ہیں البتہ حدود و قصاص میں عورت کا فیصلہ معتبر نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں :

"ویجوز قضاء المرءة فی کل شیئ الا فی الحدود والقصاص" (کتاب ادب القاضی)۔

(۵) **عائلی معاملات** : گھریلو معاملات میں اسلام نے عورت کو حق مہر دیا، جائیداد دی، نان نفقہ دیا اور اس کے عائلی حقوق کا تحفظ کیا۔ اس کی عزت کی حفاظت اس حد تک کی کہ ناجائز تہمت لگانے والے کو قذف کی سزا ۸۰ کوڑوں کی شکل میں دی۔

(۶) **چند پابندیاں اور حقوقِ نسواں** : اسلام فتنہ آواز، فتنہ نظر، فتنہ خوشبو اور فتنہ عریانی سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ عورت پر جائز پابندیاں بھی لگاتا ہے مثلاً یہ کہ وہ پردہ کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے چار دیواری میں قید نہیں کرتا، اسے ترقی کے مواقع دیتا ہے۔

اسلام نے خواتین کی غلامی کو ختم کیا۔ عورتیں آزاد ہوئیں اور انہیں اپنے حقوق ملے جو گزشتہ صدیوں میں انہیں میسر نہیں تھے۔

(۷) **خواتین اور کفالتِ عامہ کا نظام** : اسلام نے خواتین کو معاشی لحاظ سے مضبوط کیا۔ کفالت عامہ کے نظام کے تحت انہیں وظائف ملے۔ یتیم بچیوں کی نگہداشت ہوئی اور انہیں وظائف ملے۔ بیوگان کی دادرسی ہوئی۔

آج سے ۱۴۰۰ سال قبل اسلام نے آزادیٔ نسواں کا تصور دیا۔ ان تعلیمات کی گونج خطبہ حجۃ الوداع میں ملتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"اے لوگو! تمہارا عورتوں پر حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے اور میں تمہیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔"

بقیہ : حرفِ اول

حسب پروگرام محاضرات قرآنی کا انعقاد ۲۴ اور ۲۵ مارچ کو روزانہ شام سات بجے تا رات ۹ بجے قرآن آڈیٹوریم میں ہوا۔ دونوں دن مرکزی مقرر ڈاکٹر عارفین لودھی ہی تھے۔ ان کے لیکچر انگریزی زبان میں ہوئے۔ دوسرے دن لیکچر کے بعد سوال جواب کا بھرپور سیشن بھی ہوا۔ ڈاکٹر لودھی نے اللہ تعالیٰ کی شان "کُن فَیکون" کو مرکزی خیال بناتے ہوئے دو موضوعات پر نہایت عالمانہ اور پر مغز انداز میں وضاحت کے ساتھ کلام کیا۔ پہلے لیکچر کا موضوع تھا : "Limits of the Universe" (کائنات کی محدودیت) جبکہ دوسرے روز ان کا خطاب "How Does a Star Shine" (ستارے کیسے چمکتے ہیں) کے موضوع پر تھا۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کی ایک کثیر تعداد نے بڑی دلچسپی کے ساتھ ان خطابات کو سنا۔ بالخصوص پہلے روز شرکاء کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ چھ سو نشستوں کی گنجائش والا ہال (قرآن آڈیٹوریم) بھی تنگ پڑتا دکھائی دیتا تھا۔ ڈاکٹر لودھی صاحب کے خطابات نہایت معلومات افزا تو تھے ہی' ان کی اصل حقیقت یہ تھی کہ اللہ کی عظمت اور اس کی رفعت شان کا ایک شدید گہرا تاثر سننے والا اپنے قلب میں محسوس کرتا تھا۔ اور سورۂ حٰمٓ السجدہ کی اس آیت کا مفہوم پوری طرح روشن ہو کر اس کے سامنے آتا تھا کہ "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ" (عنقریب ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں آفاق میں بھی اور ان کے اپنے نفوس میں بھی' یہاں تک کہ یہ بات ان پر پورے طور پر عیاں ہو جائے گی کہ یہ حق ہے) ○○